پاکستان کے صہیونی

تیرسٹھ سال پہلے اکتوبر کی 29 تاریخ کو برطانیہ، فرانس اور اسرائیل نے مل کر نہر سویز پر حملہ کیا تھا۔ یہ حملہ نہر سویز پر برطانیہ اور فرانس کے کنٹرول کے خاتمہ اور نہر سویز کو قومی ملکیت میں لینے کے بارے میں صدر جمال ناصر کے جولائی 1956 کے اقدام کے خلاف تھا۔ اس حملہ سے پہلے 19 ستمبر کو برطانیہ نے نہر سویز استعمال کرنے والے ممالک کی لندن میں کانفرنس بلائی تھی۔ مقصد اس کا صدر ناصر کے اقدام کے خلاف نہر سویز استعمال کرنے والے ممالک کی تنظیم قایم کرنا تھا اور برطانیہ، فرانس اور اسرائیل کے حملے کا جواز وضع کرنا تھا۔ پچھلے دنوں میں برٹش لایبریری میں اس کانفرنس کا ریکارڈ دیکھ رہا تھا کہ یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس کانفرنس میں شرکت کرنے والے پاکستان کے وزیر خارجہ سر فیروز خان نون نے بڑے اعتماد اور وثوق سے اس کانفرنس کے موقع پر کہا تھا کہ ''اسرائیل قایم رہنے کے لئے معرض وجود میں آیا ہے''۔ مجھے ایک تو حیرت اس بات پر ہوئی کہ اس موقع پر سر فیروز خان نون کے اس بیان کی کیا تک تھی۔ دوسرے اسرائیل کے قیام کے خلاف پاکستان کی پالیسی کے برعکس پاکستان کے وزیر خارجہ نے یہ بیان کیوں دیا؟ یہ بات کسی سے چھپی نہیں تھی کہ اسرائیل کے پہلے وزیر اعظم بن گوریاں نے 1948 میں قائد اعظم محمد علی جناح کو اسرائیل کی مملکت کو تسلیم کرنے کے لئے خط لکھا تھا لیکن قاید اعظم نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا کیونکہ اس سے پہلے وہ واضح طور پر ارض فلسطین پر اسرائیل کی مملکت کے قیام کی مخالفت کر چکے تھے۔ اس پس منظر میں پاکستان کے وزیر خارجہ سر فیروز خان نون کا اسرائیل کے بارے میں بیان حیرت انگریز ہے۔ لیکن ان لوگوں کو جو سر فیروز خان نون کے پس منظر سے بخوبی واقف ہیں انہیں نہر سویز استعمال کرنے والے ممالک کی کانفرنس کے موقع پر ان کے اس

بیان پر کوئی تعجب نہیں ہوا۔ سر فیروز خان نون کا تعلق پنجاب کے اس جاگیردار خاندان سے تھا جو ہندوستان میں برطانوی راج کا اہم ستون مانا جاتا تھا اور برطانوی راج کی وفاداری کے عوض فیروز خان نوں کو سر کا خطاب دیا گیا تھا۔

1936 سے 1941 تک وہ لندن میں برطانوی ہندوستان کے ہائی کمشنر کے عہدہ پر فائز رہے تھے۔ پھر 1941 سے 1945 تک وایسرائے کی ایگزیٹو کاونسل کے ممبر رہے۔ نون کی اہلیہ آسٹرین یہودی تھیں اسی لئے ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ شادی کے ذریعہ صہیونی بنے۔ شاید اسی رشتہ کے پیش نظر اُس زمانہ میں جب نون لندن میں ہائی کمشنر تھے، نوآبادیوں کے امور کے وزیر لارڈ موین نے ان سے کہا تھا کہ وہ فلسطن کی سرزمین پر یہودی مملکت کے قیام کے بارے میں ایک ایسی اسکیم تیار کریں کہ اس مملکت کے قیام کا الزام برطانیہ پر عاید نہ ہو۔ اس کے بعد سر فیروز خان نون نے ہندوستان کے امور کے وزیر لیو پولڈ ایمرے کو جو خود یہودی تھے، عرب سرزمیں پر اسرائیل کے قیام کے بارے میں ایک منصوبہ پیش کیا تھا۔

سر فیروز خان نون نے اپنے اس منصوبے میں تجویز پیش کی تھی کہ پہلے عرب ممالک کی فیڈریشن قایم کی جائے جس میں یہودی مملکت کو شامل کر لیا جائے یوں یہ یہودی مملکت عرب فیڈریشن میں شمولیت کی بنیاد پر ایک آزاد خود مختار مملکت کی حیثیت سے معرض وجود میں آجائے گی۔ اس مملکت کو عرب فیڈریشن کا کور حاصل ہوگا اور کوئی یہ نہیں کہہ سکے گا کہ یہ یہودی مملکت برطانیہ نے قایم کی ہے۔

سر فیروز خان نون کا یہ منصوبہ لیو پولڈ ایمرے نے 10 ستمبر 1945 کو برطانوی وزیر اعظم چرچل کو پیش کیا تھا جنہوں نے اس منصوبہ کو سراہا تھا لیکن بعض وجوہ کی بنا پر اس پر عمل نہ ہو سکا۔

یہ منصوبہ پیش کرنے کے بعد سر فیروز خان نون سر کا خطاب ترک کر کے پاکستان منتقل ہو گئے اور پاکستان کی سیاست میں اپنے قدم جمائے۔ 1950 میں وزیر اعظم لیاقت علی خان نے

نون کو مشرقی بنگال کا گورنر مقرر کیا لیکن وہ عہدہ انہیں پسند نہ آیا اور اس سے سبکدوش ہو کر پنجاب آ گئے جہاں 1953 میں انہوں نے وزیر اعلیٰ کا عہدہ سنبھالا اور 1957 میں وزیر اعظم پاکستان کے عہدہ پر فائز ہوئے لیکن بہت قلیل مدت تک اس عہدے پر رہے کیونکہ 1958 میں صدر اسکندر مرزا نے انہیں برطرف کر دیا۔ اور اس کے فوراً بعد مارشل لا کے نفاذ کے بعد نون سیاست سے دست بردار ہو گئے۔

تل ابیب یونیورسٹی کے جیفے سینٹر فار سٹریٹجک اسٹڈیز کی ریسرچ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ سر فیروز خان نون پاکستان کے اسرائیلی نواز رہنماؤں میں نمایاں تھے۔

ان اسرائیل نواز رہنماؤں میں پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان بھی شامل تھے۔ سر ظفر اللہ خان کا بھی پس منظر سر فیروز خان نون سے زیادہ مختلف نہیں تھا۔ سر فیروز خان نون اپنے برطانوی وفادار جاگیردار خاندان کے ناتے برطانوی راج کے بہت قریب اور وفادار تھے، سر ظفر اللہ خان احمدی ہونے کے ناتے برطانوی راج کے وفاداروں میں شمار ہوتے تھے۔ دوسری عالم گیر جنگ کے دوران برطانوی کابینہ نے انہیں برطانوی فوج میں مسلمانوں اور خاص طور پر پنجاب کے مسلمانوں کو بھرتی کی طرف راغب کرنے کے لئے برطانوی ہندوستان کا وزیر دفاع مقرر کرنے کی تجویز پر غور کیا تھا لیکن بعد میں انہیں چین میں برطانیہ کا ایجنٹ مقرر کیا گیا۔

بلا شبہ سر ظفر اللہ خان نے اقوام متحدہ میں فلسطین اور عرب کاز کی جس پر زور انداز سے وکالت کی تھی اس پر انہوں نے عرب ممالک میں مقبولیت حاصل کر لی تھی اور اسی بنیاد پر برطانوی راج نے انہیں ہندوستان کی فیڈرل کورٹ کا جج مقرر کیا تھا۔ 1945 میں انہوں نے ہندوستان کی حکومت کی طرف سے لندن میں دولت مشترکہ کے امور کی کانفرنس میں شرکت کی تھی۔ لندن میں قیام کے دوران ان کی یہودی خفیہ ایجنسی کے سربراہ شائیم وائز مین سے ملاقات ہوئی تھی۔ وائز مین نے سر ظفر اللہ کے فلسطین کے چھ روزہ دورہ کا اہتمام کیا تھا۔ اس دورہ کے بعد سر ظفر اللہ نے وائز مین کو لکھا تھا کہ اس دورہ کے بعد فلسطین کے مسئلہ کے بارے میں ان کی رائے بدل گئی ہے۔

انہوں نے لکھا تھا کہ پہلے وہ سمجھتے تھے کہ یہ مسئلہ بے حد پیچیدہ ہے لیکن اب ان کی رائے میں فلسطین کے مسئلہ کا حل بہت جلد تلاش کیا جاسکتا ہے۔ 29 نومبر 1947 کو فلسطین کی تقسیم کے بارے میں اقوام متحدہ میں قرارداد کی منظوری کے بعد سر ظفر اللہ نے دمشق میں 'وایز مین' سے ملاقات میں کہا کہ پاکستان کے وزیر خارجہ کی حیثیت سے انہوں نے فلسطین کی تقسیم کی شدید مخالفت کی تھی لیکن اب ان کی رائے بدل گئی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ فلسطین کی تقسیم ہی فلسطین کے مسئلہ کا مناسب حل ہے۔ دوسرے لفظوں میں ان کا کہنا تھا کہ وہ اسرائیل کے قیام کے حامی ہیں۔

وایز مین نے اپنی انٹیلی جنس رپورٹ میں لکھا تھا کہ سر ظفر اللہ کے نزدیک فلسطین کی تقسیم (اسرائیل کا قیام) ہندوستان کی تقسیم اور اس کے نتیجہ میں پاکستان کے قیام کے مشابہہ ہے۔

جنوری 1953 میں اقوام متحدہ میں اسرائیل کے مندوب ابا ایبان سے سر ظفر اللہ کی ویارک میں ملاقات ہوئی تھی، اس ملاقات کے بارے میں ابا ایبان نے اسرائیلی حکومت کو مطلع کیا تھا کہ سر ظفر اللہ نے یہ انکشاف کیا تھا کہ لیاقت علی خان کی سابقہ حکومت نے اسرائیل کو تسلیم کرنے کی حمایت کی تھی لیکن بقول سر ظفر اللہ کے ان کے جانشین خواجہ ناظم الدین کی حکومت کمزور تھی اس لئے سیاسی دباو کی وجہ سے وہ یہ فیصلہ نہ کرسکی۔

یہ بات بے حد اہم ہے کہ لیاقت علی خان کسی فوجی معاہدہ میں شمولیت کے خلاف تھے جب کہ سر ظفر اللہ مغربی ممالک کے فوجی معاہدوں میں پاکستان کی شمولیت کے حامی تھے اور ان کی رائے تھی کہ اسرائیل بھی ان معاہدوں میں شامل ہو۔ لیاقت علی خان کے قتل کے بعد فروری 52 میں سر ظفر اللہ خان نے قاہرہ میں ایک پریس کانفرنس میں کہا تھا کہ اسرائیل مشرق وسطی کے جسم کا ایک عضو ہے۔ انہوں نے مصر پر زور دیا تھا کہ وہ ارض فلسطین سے اسرائیل کے وجود کے خاتمہ کا خیال ذہن سے نکال دے۔ دوسرے معنوں میں اسرائیل کو تسلیم کرلیا جائے۔ لیاقت علی خان کے بعد سر ظفر اللہ کی کوششوں سے پاکستان 1954 میں مغربی فوجی معاہدوں میں شامل ہوا تھا۔ اس

زمانہ میں اسرائیل نے فوجی معاہدوں میں پاکستان کی شمولیت کی بھرپور حمایت کی تھی۔

سرظفراللہ خان کی خواہش اور کوشش، پاکستان کے وزیراعظم کے عہدہ پر فائز ہونے کی تھی لیکن احمدیوں کے خلاف ایجی ٹیشن اور فسادات کے بعد سرظفراللہ خان نے کابینہ سے استعفیٰ دے دیا لیکن برطانیہ اور اسرائیل کی کوششوں سے وہ بین الاقوامی عدالت کے سربراہ منتخب کر لیے گئے۔ وہ پہلے پاکستانی تھے جو بین الاقوامی عدالت کے سربراہ منتخب ہوئے۔ بین الاقوامی عدالت کے جج کی ایک معیاد کے بعد سرظفراللہ اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مندوب کے عہدہ پر مقرر ہوئے۔ اس دوران کہا جاتا ہے کہ اقوام متحدہ میں اسرائیل مندوب سے ان کے بڑے گہرے تعلقات تھے اور اسرائیل انہیں اپنا قریبی اور بھروسے والا حمایتی تصور کرتا تھا۔

پاکستان اور عالم اسلام کے بیشتر ممالک کی پالیسیون کے برخلاف، سرظفراللہ خان اور سرفیروز خان نون دونوں اسرائیل کے زبردست حامی قرار دئے جاتے تھے۔ ان دونوں رہنماؤں کے دور میں جب وہ وزیر خارجہ تھے، پاکستان کی وزارت خارجہ میں ان کے حامیوں اور ان کے دور میں بھرتی ہونے والے افسروں کی بڑی تعداد اسرائیل نواز رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ وقتاً فوقتاً اسرائیل کو تسلیم کرنے کے حق میں تجاویز پیش کی گئی ہیں اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اسرائیل کو تسلیم کرنے اور قریبی تعلقات کی بدولت امریکا اور مغربی ممالک سے قریبی تعلقات استوار کرنے میں مدد ملے گی اور بڑی حد تک ہندوستان کی پاکستان کے خلاف پالیسیوں کا توڑ کیا جا سکے گا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ سرفیروز خان نوں او سرظفراللہ خان دونوں رہنما پاکستان میں اسرائیل نوازوں کی صف میں نمایاں حیثیت کے حامل ہیں اور اسی مناسبت سے انہیں پاکستان کے صیہونی قرار دیا جاتا ہے۔